کتاب

دیدار

حضرت (محمد) حامد رح تونسوی

باجازت حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف

— مرتبہ —

خلیفہ رحیم بخش خادم درگاہ سلیمانی

— ملنے کا پتہ —

خلیفہ برادر چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف

دولتِ عشق تو سامان نیست
لذتِ دردِ تو درمان نیست
خواجہ حامد کہ شہر دو سرا است
زیب اورنگِ سلیمان نیست

کتاب دیدارِ حضرت سلیمانؒ۔ دیدارِ حضرت اللہ بخشؒ۔ دیدارِ حضرت موسیٰؒ کی مقبولیت پر ان حضرات کرام کے نقشِ قدم پر چلنے والے اسی تسبیح کے موتی پیر دستگیر حضرت خواجہ محمد حامدؒ کے حالات کو جمع کرنے کا خیال ہوا۔ میرے لئے یہ سعادت باعثِ صد افتخار و انبساط ہے۔

بارگاہِ الٰہی! میں التماس ہے کہ یا سمیع و بصیر یا لطیف و خبیر یہ خاکسار بندہ حقیر پُر تقصیر تمنا دلی اور خلوص قلب کے ساتھ تیرے مقبول بندوں کے سوانح حیات کے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی صورت میں پیش کر رہا ہے۔ تاکہ میرے لئے یہی سرمایۂ عمل خیر و توشۂ آخرت قرار پائے۔ آمین۔

حریمِ نبوتؐ درگاہ رسالتؐ کی خدمت اقدس میں بھی درخواست ہے کہ اے مولائے دوجہاں نبی آخرالزمان سرورِ کونین سید الثقلین پشت پناہ مسلمین خاتم النبیین، شفیع المذنبین بشیر و نذیر محبوبِ ربِّ قدیر آستانہ کا ناقص غلام خادم لاشئے آپکے نقشِ قدم پر چلنے والے حضرات کے سوانح حیات کو عالم کے سامنے پیش کر رہا ہے جس کا مقصد سعادتِ دارین کا حصول ہے۔ آقائے دوجہان خادم نادم کی نذر قبول ہو۔ تاکہ خدا ان بارگاہ میں خادم کا بھی شمول ہو۔ آمین ثم آمین یارب العالمین

یا رب اگر امت مرا رفیق رہ باد	گنجِ لحدم ترا تجلی گہ باد
از صدقۂ صدق خواجہ حامد بر لب	در خاتمہ لا الٰہ الا اللہ باد

نیاز نقش رحیم بخش تونسہ شریف
رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۰ھ

والیٔ عالم خدا دانی　　　مالک خاتم سلیمانی

شاہ اللہ بخش کا دل بند

خواجہ موسیٰ کا جانشین فرزند

سارے پیروں کا وارثِ مطلق　　　خواجہ حامدؒ خلیفۂ برحق

وہ غلامانِ چشت کا والی

ظلِ حق مدظلہ العالی

تیرا دیدار دید خواجہ ہے　　　تیرا طالب مرید خواجہ ہے

دستِ خواجہ ہے آج تیرا ہاتھ

تھام اے دستگیر میرا ہاتھ

ولادت و اسم گرامی

نام نامی اسم گرامی محمد حامدؒ بعد میں حضرت خواجہ محمد حامد صاحبؒ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ بتاریخ ۲۵ ذی القعدہ یوم شنبہ عالم کو اپنے جمال جہاں آرا سے روشن و پُرنور فرمایا۔ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحبؒ نے حضرت ثانیؒ کی خدمت میں جب ان کے تولد کی مبارکباد عرض کی۔ آپ نے فرمایا تمہیں بھی مبارک ہو۔ اس کا نام محمد حامد رکھو۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق "محمد حامد" نام رکھا گیا۔ خواجہ حامد صاحب خواجہ غلام [illegible] کر دیا

پیر خانہ میں پیدا ہوئے۔ پیروں کے آغوش میں پرورش اور تربیت پائی۔

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی۔ آپ کو درس میں بٹھلایا گیا۔ پہلے آپ نے قرآن مبارک پڑھا۔ پھر فارسی نثر و نظم کی کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ فارسی کتب ختم کرنے کے بعد عربی کی کتابیں شروع کیں اور مولوی خدا بخش صاحب مرحوم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ شروع ہی سے آپ کی طبیعت نہایت سادگی پسند واقع ہوئی تھی۔ آپ خوش اخلاق، کم گو، نیک طینت، بردبار، متحمل مزاج تھے۔ خواجہ حافظ اسد الدین، خواجہ خان محمد، خواجہ محمد یوسف پردادا حضرت مولانا احمد دین صاحب کے

شاگرد تھے

جدامجد کی محبّت:۔ حضرت ثانی رح کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ ہر وقت ساتھ رکھتے۔ کبھی بھی اُن کی جُدائی گوارا نہ کرتے۔ یہ بھی سائے کی طرح اُن کے ساتھ لگے رہتے آپ اگر کبھی آنے میں دیر لگاتے، تو حضرت ثانی رح فرماتے آج "حامد" نے دیر لگائی ہے خیر تو ہے اُس کو بلاؤ۔ چنانچہ آپ جب حاضر ہوتے، تو حضور گلے سے لگا لیتے۔ گود میں بٹھاتے۔ آپ کو شروع ہی سے احکام شریعت کی پابندی کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ ہمیشہ اپنے جدامجد کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ بلکہ آخری عمر میں حضرت ثانی رح جب معذور سے ہو گئے تھے تو آپ پانچوں وقت کی نماز کیلئے اُن کا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لایا کرتے۔ اور بھی ہر طرح سے اُن کی خدمت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت ثانی رح بارہا فرماتے کہ "حامد" کو خدا خوش رکھے، یہ بڑی خدمت کرتا ہے۔ اگر یہ میرے ساتھ نہ ہوتا۔ تو معذوری کی وجہ سے میں مسجد میں بھی نہ آسکتا۔ اور زیارت سے بھی رہ جاتا۔ خدا اس کا بھلا کرے۔ اِس لئے آپ کو عام طور پر "حامی" (امدادی) کے پیارے لقب سے نوازا کرتے۔

تسبیح کی عطائیگی:۔ ایک روز حضرت کریم نے حافظ محمد موسیٰ صاحب سے پوچھا۔ حامد بیٹھا ہے۔ عرض کیا جی ہاں حاضر ہے۔ فرمایا حامد کا ہاتھ لاؤ۔ جب انھوں نے ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا تو فرمایا یہ کس کا ہاتھ ہے، حافظ صاحب نے عرض کیا کہ قبلہ یہ حامد کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنی تسبیح اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا۔ اسے قابو کرو۔ اِسے پڑھنا اور حفاظت سے رکھنا۔ حضرت ثانی رح جب بیمار ہوتے۔ تو فرمایا موسیٰ اور محمود تم میرے پاس یہاں بیٹھو اور "حامد" تم جاؤ۔ عصر کی نماز کا وقت ہے۔ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرو۔ خانقاہ شریف پر بھی بیٹھنا اور مغرب کی نماز پڑھ کر واپس آنا۔ آپ نے نماز باجماعت پڑھی۔ خانقاہ شریف پر زیارت کی۔ خلیفہ

جمال دین نے مُصلّے پہلے سے بچھا رکھا تھا۔ مگر آپ مصلّے پر نہ بیٹھے اور فرمایا کہ جد امجد اور بزرگوار کی موجودگی میں مَیں مصلّے پر نہیں بیٹھتا۔ چنانچہ نیچے بیٹھے جب مغرب کی نماز کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے تو حضرت ثانیؒ نے پوچھا۔ کہ نماز ادا کی تھی۔ آپ نے عرض کی۔ جی ہاں۔ آپ نے مکرّر پوچھا۔ مُصلّے پر بھی بیٹھے تھے۔ آپ خاموش رہے حضور نے جمال دین خلیفے کو بلایا اور غصّے میں آکر فرمانے لگے۔ کیا "حامد" کے لئے مصلّے نہیں بچھایا تھا۔ اگر یہ نہ بیٹھیگا اور کون بیٹھے گا۔ اُس نے عرض کی قبلہ میں نے تو بچھایا تھا مگر صاحبزادہ صاحب خود ہی نہیں بیٹھے تھے۔

اُن دنوں خواجہ محمود صاحبؒ کی شادی کی تقریب تھی اور دیوان صاحب پاکپتن شریف سجّادہ نشین مہار شریف اور دیگر معزز حضرات آئے ہوئے تھے وہ بھی حضرت حافظ صاحبؒ کی عیادت کو آئے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اکیلے عبادت خانے میں تھے۔ اور اندر سے دروازہ بند تھا۔ مذکورہ بالا حضرات باہر کھڑے رہے اتنے میں اندر سے آپ کے رونے کی آواز آئی۔ باہر والوں نے سمجھا شاید حضرت حافظ صاحب کا وصال ہو گیا ہے۔ اور وہ باہر رونے لگے۔ مگر آپ نے دروازہ کھولا اور دونوں ہاتھ بلند کر کے اشارہ کیا اور فرمایا تسلّی کرو خیر ہے۔

امام اعظمؒ کی تعریف

آپ ایک دن بنگلے میں رونق افروز تھے۔ کہ باتوں باتوں میں امام اعظمؒ کا ذکر آگیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جب امام اعظمؒ حدیثیں جمع کر رہے تھے، تو آپ کو معلوم ہوا۔ کہ فلاں جگہ ایک محدّث ہے۔ اُس سے حدیث جمع کرنے کے لئے آپ روانہ ہوئے جب اُس شہر میں پہنچے۔ تو لوگوں سے اُس کا پتہ پوچھا، معلوم ہونے پر اُن کے مکان پر گئے دیکھا تو اُس کا گھوڑا چھوٹ گیا ہے۔ اور وہ محدّث اُس کے پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے مگر گھوڑا کبھی اِدھر دوڑتا ہے اور کبھی اُدھر اور اُس کو پکڑنے

پکڑنے نہیں دیتا۔ آخر اُس نے یہ حیلہ کیا۔ کہ اپنی چادر کے ایک کنارے کو پکڑ کر توبڑے کی شکل بنایا۔ اور گھوڑے کے سامنے کیا۔ گھوڑا ٹھہر گیا۔ اور اُس نے اُس کو پکڑ لیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے محدث سے پوچھا کہ آپ نے جو گھوڑے کو کپڑا دکھایا۔ اُس میں دانے بھی تھے یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں۔ امام صاحبؒ نے خیال کیا۔ کہ جس نے گھوڑے کو دھوکہ دیکر پکڑا ہے شاید حدیث میں بھی اپنے الفاظ کی ملاوٹ کرے۔ چنانچہ آپ واپس چلے آئے اور اُس حدیث کے متعلق کچھ بھی نہ پوچھا۔

مرگی کے مریض کو شفاء

حافظ غلام حسین صاحب پراچہ سے روایت ہے۔ کہ ایک بھکھڈی پراچہ علی محمد میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ میرے بھائی صید محمد کو مرگی کی بیماری ہے حضور کی خدمت میں چل کر تعویذ کا عرض کریں۔ چنانچہ ہم دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ ابھی ہم دور ہی تھے۔ کہ آپ نے فرمایا جاؤ میرے پاس کوئی تعویذ نہیں ہے ہم واپس آگئے۔ علی محمد پراچہ کراچی چلا گیا۔ علی محمد کہتا ہے۔ کہ میں وہاں اپنے پراچے بھائیوں کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ کہ انہوں نے مجھے کہا کہ چلو ایک فقیر کے پاس چلیں۔ وہ بڑا باکمال ہے جو کہتا ہے سچ نکلتا ہے۔ ہم نے اُس کو آزمایا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم اُس فقیر کے پاس گئے لوگوں نے جو کچھ پوچھنا تھا۔ پوچھا اور چلے گئے۔ میں اُس کے پاس اکیلا رہ گیا میں نے پوچھا آپ بتائیں۔ کہ آج کل قطب مدار کون ہے؟ اُس فقیر نے کہا تم کیوں پوچھتے ہو میں نے عرض کی مجھے زیارت کا شوق ہے۔ تو فقیر بولا۔ کہ آج کل تونسہ شریف میں ایک بزرگ ہے جس کا اسم گرامی حضرت خواجہ حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ وہی قطب مدار ہے۔ علی محمد کہتا ہے کہ میں سیدھا تونسہ شریف پہنچا۔ آپ کی قدم بوسی حاصل کی۔ پھر حافظ غلام حسین پراچہ کے پاس گیا۔ کہ میرے ساتھ حضور میں چلو۔ اُسی تعویذ کیلئے عرض کریں۔ جب دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا۔ کہ تعویذ تو دیتا

ہوں لیکن اِس کو حفاظت سے رکھنا۔ آپ نے تعویذ دیا۔ جب تک وہ تعویذ حمید محمدؒ کے پاس رہا۔ اُس کو مرگی کا دورہ کبھی نہیں ہوا۔

اعلائے کلمۃ الحق:

دورانِ مقدمہ میں جبکہ آپ کو بحیثیت گواہ پیش ہونا تھا۔ تو جیسے وکیلوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ گواہ کو پہلے سے جھوٹ موٹ پٹی پڑھا دیتے ہیں۔ کہ حاکم کے سامنے یوں بیان دینا۔ اسی طرح کریم بخش وکیل نے بھی آپ سے کہا۔ کہ جو کچھ میں آپ کو کہوں آپ وہی بیان دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے تو جو کچھ پوچھیں گے سچ سچ بتا دونگا۔ اگر اُس نے پھر اصرار کیا تو آپ غصّے ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم مجھ سے جھوٹ بلوانا چاہتے ہو۔ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب فاربس صاحب، ڈسٹرکٹ جج ملتان نے آپ سے پوچھا کہ خواجہ محمود صاحبؒ اپنے والد بزرگوار سے مجاز بیعت ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہیں۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی حضرتِ ثانیؒ سے مجاز بیعت ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں اپنے والد بزرگوار سے مجاز بیعت ہوں۔ جج نے پھر سوال کیا کہ آپ کو اپنے والد ماجد سے کیا ملا ہے۔ اس کی کیفیت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا یہ اُس شخص کو بتایا جا سکتا ہے جو اس کے اہل ہو۔ چونکہ تم اس کے اہل نہیں ہو۔ اِس لئے تمہیں اِس کے متعلق نہیں بتایا جا سکتا۔ ڈسٹرکٹ جج نے فیصلہ لکھتے وقت یہ بھی لکھا تھا کہ آپ جیسا سچا شخص دُنیا میں میں نے نہیں دیکھا ہے۔ اگرچہ اُس کو معلوم تھا۔ کہ ایسا بیان دینے سے مجھے مقدمہ میں نقصان رہیگا۔ مگر پھر بھی سچ کہنے سے باز نہیں آیا۔

ممبر بننے کیواسطے امداد کی درخواست:

نواب احمد یار خان صاحب دولتانہ ممبر کونسل بننے کیلئے ضلع ملتان سے اُمیدوار کھڑا ہوا۔ مگر پولنگ شروع ہونے سے کچھ عرصہ قبل اُس نے حضور کی خدمت میں عرض کر بھیجی۔ کہ میں ملتان کے علاقہ

سے اُمیدوار کھڑا ہُوا ہوں۔ مجھ سے پہلے ایک دربار نے شخص نے امداد کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اب اُس نے عین موقع پر مجھے دھوکہ دیا اور میری امداد کرنیکی بجائے میرے حریف کیساتھ مل گیا ہے لہٰذا میں آپ سے امداد کا ملتجی ہوں۔ آپ نے فرمایا میں ایک فقیر آدمی ہوں ایسے کاموں میں کبھی دخل نہیں دیتا مگر اُس نے خاکسارانہ طور پر پھر التجا کی۔ آپکو رحم آگیا اور فرمایا اب تو دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں، مگر میں مولوی ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیالوی کو لکھتا ہوں، وہ تمہاری امداد کیلئے کوشش کریگا چنانچہ آپ نے مولوی ضیاء الدین کو خط لکھا اور اُس کی کوشش سے نواب صاحب مذکور کونسل کا ممبر بن گیا نواب صاحب نے کامیاب ہونے پر پانچسو روپیہ حضور کی خدمت میں بھیجا۔ کہ یہ آپکے لنگر کے خرچ کیلئے نذر کرتا ہوں مگر آپ نے رقم اُس کو واپس کر دی اور فرمایا کہ میں نے یہ کام روپیہ لینے کیواسطے نہیں کیا تھا میں نے تو ایسے کاموں میں دخل دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ فقیروں کا یہ کام نہیں ہے یہ تو تم نے کہا تھا کہ مجھے عین وقت پر دھوکہ ملا ہے اور اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اِس لئے جو کچھ مجھ سے ہوسکا میں نے کیا اب یہ اپنا روپیہ واپس لے لو مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔

ضبط اور تحمل :-

میاں حافظ احمدؐ جعفر سے روایت ہے کہ آستانہ شریف میں ایک فقیر رہتا تھا آپ اُس کی بڑی خاطر کیا کرتے تھے ایکدفعہ حضور سفر سے واپس آئے تو میں نے اُس فقیر سے پوچھا کہ حضور سفر سے واپس آئے ہیں کیا تم نے بھی جاکر قدمبوسی کی ہے۔ اُس نے کچھ ناجائز کلمات حضور کے حق میں کہے میں اُس کے ساتھ لڑ پڑا۔ اور کہا کہ ایسے ویسے کھاتے بھی ہو اور بھونکتے بھی ہو۔ چنانچہ اس بات کی خبر حضور کو پہنچی۔ تو مجھے بُلایا اور فرمایا کس کے ساتھ جھگڑا کر رہے تھے میں نے ماجرا عرض کیا۔ اور کہا کہ آپ ایسے لوگوں کو کھلاتے پلاتے ہیں خاطرداری کرتے ہیں مگر وہ کبھی خوب حق خدمت ادا کر رہے ہیں مگر آپ خاموش بیٹھے مسکرایا کئے جب میں چُپ ہو رہا تو فرمایا کہ حضرت حسن بصریؒ جو ہمارے بڑے پیر ہیں۔ اُن کے پاس بھی اِس قسم کا آدمی تھا۔ اور وہ سامنے تو نیاز کرتا مگر پیٹھ پیچھے ہر وقت اُن کی

شکایت میں مصروف رہتا۔ ایک دن جو وہ حاضرِ خدمت ہوا۔ تو آپ اُس کی تعظیم کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے اُس نے مؤدبانہ عرض کی حضور میں اِس لائق کہاں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ تم مجھے کتنا بڑا فائدہ پہنچا رہے ہو یعنی تُم ساری رات عبادت کرتے ہو اور دِن کو میری شکایتیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص دُوسرے کی غیبت کرتا ہے تو اُس کی نیکیاں جس کی غیبت کی ہو اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اِس حدیث کے مطابق مجھے تم سے کتنا فائدہ ہے کیا پھر بھی میں تمہاری تعظیم کیلئے نہ اُٹھوں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اگر وہ میری شکایت کرتا ہے تو اپنی عبادت کا ثواب مجھے دیتا ہے اور میں اُس کے عوض اگر کھانا کپڑا وغیرہ اُس کو دے دیتا ہوں تو اس میں کیا حرج ہے وہ میرا خیر خواہ ہے، بدخواہ نہیں اُس کو کچھ کہا نہ کرو۔

عُلما کی قدردانی :۔

مولوی محمّد یار صاحب گڑھی والا۔ جو ایک بڑا مشہور عالم ہے وہ جب پہلی مرتبہ تونسہ شریف میں آیا۔ تو لوگوں نے اُس کے وعظ کو بڑا پسند کیا اور کئی دِن تک تونسے میں وعظ کرتا رہا۔ گرد و نواح کی بستیوں میں بھی لوگ اُسکو لے گئے اور وہاں بھی اُس کے وعظ کو پسند کیا گیا چونکہ وہ وعظ میں شیعوں کی خوب قلعی کھولتا تھا اِس لئے شیعوں نے درخواست دی کہ یہ شخص فتنہ پرداز ہے اس کو گرفتار کیا جائے۔ چُنانچہ مولوی صاحب کے پیچھے وارنٹ گرفتاری بھی جاری ہوگیا۔ جب حضور کو اس بات کا عِلم ہوا تو فوراً مولوی صاحب کو واپس بھیج دیا اور درخواست وارنٹ منسُوخی دے کر اُس کی عزت بچائی۔

لنگر کے کام میں پوشیدہ امداد :۔

حافظ غلام حسین صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایکدفعہ حضور نے مجھے جوار خریدنے کیلئے داجل بھیجا اور پیچھے سے نو ڈرم (بڑے ٹین) خالی بھی بھیج دیئے کہ گھی لنگر شریف کیواسطے لیتے آنا چنانچہ میں نے لنگر شریف کیواسطے جوار خرید کی اور گھی کیواسطے بھارا کا ارادہ کیا جب موٹر سے اُترا تو چونکہ بھارا سڑک سے کچھ دُور تھا اِس لیئے میں نے آدمی بھیجا۔ کہ بھارا میں جاکر غوث بخش شاہ سے میرا کہے اور گھوڑا اور چار اونٹ ڈرم لادنے کیلئے لے آئے۔ رات ہوگئی۔ مگر نہ آدمی واپس آیا اور نہ اُونٹ اور سواری آئی۔ اب

میں تو گھبرانے لگا۔ کیونکہ میرے پاس لنگر کا کافی روپیہ موجود تھا اور ڈر تھا کہ جنگل کا موقعہ ہے، اگر چور آجائیں تو روپے بھی چھین لے جائیں اور مجھے بھی مار ڈالیں اِس لئے میں نے حضور کو یاد کر کے کہا کہ اگر روپیہ لوٹا گیا تو بھی لنگر کا نقصان ہوگا اور اگر مجھے کسی نے مار ڈالا۔ تو میرا خون آپکے ذمہ ہوگا خدا کی شان! اُسی وقت چار اُونٹ اور ایک شخص گھوڑے پر سوار آتا دکھائی دیا میں نے اُس کو کہا کہ لنگر شریف کے ڈرم ہیں ان کو بخارا پہنچانا ہے اُس نے چاروں اُونٹ بھی میرے ساتھ کر دیئے اور گھوڑا بھی مجھے دے دیا میں گھوڑے پر سوار ہو کر ساربانوں سے ڈرم اُونٹوں پر لدوا کر بخارا کو روانہ ہوا جب بخارا پہنچا تو اُترتے ہی میں نے غوث بخش شاہ کو کہا کہ پہلے اُونٹوں کے چارہ کی فکر کرو۔ اور میرے گھوڑے کا دانہ لے آؤ۔ اُنہوں نے کہا اُونٹ اور گھوڑا کہاں ہیں میں نے پھر جو دیکھا تو ڈرم تو پڑے تھے مگر اُونٹ اور گھوڑا غائب تھے ہر چند تلاش کیا مگر کہیں نہ ملے۔

حکایت:- میں نے تین ڈرم گھی کے گرد و نواح سے خرید کئے۔ اب اُن کو گاڑی میں رکھکر سڑک پر لے آیا تھا۔ تاکہ موٹر پر چڑھا کر تونسہ شریف بھیجا جائے گاڑی میں چار بیل جُتے گئے۔ مگر پھر بھی بیل گاڑی کو کھینچ کر سڑک تک نہ لا سکے! اور گھی کے بھرے ہوئے ڈرم جنگل میں رہ گئے۔ میں سڑک پر آکر موٹر کی انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ راجن پور سے ڈاک والی موٹر رات کے نو بجے آتی تھی۔ اب میں حضور کو یاد کر کے کہنے لگا۔ کہ تم جانو اور تمہارا کام۔ اگر چوروں کو پتہ لگ گیا۔ تو وہ گھی اُڑا لے جاویں گے، ہاں اِس صورت میں گھی بچ سکتا ہے۔ کہ اِس ڈاک والی موٹر پر محمد یار ڈرائیور ہو، اور دس بارہ نوجوان مسافر ہوں۔ جو کہ ڈرموں کو اُٹھا کر موٹر پر رکھدیں۔ تب تو کام بنے گا چنانچہ جب موٹر آئی۔ تو اُس میں محمد یار ڈرائیور معہ دس بارہ مسافروں کے بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ موٹر کو ڈرموں کے پاس لے گئے۔ اور وہاں سے لاد کر محمد پور لے آئے۔ اور پھر وہاں سے تونسہ شریف پہنچے۔

حکایت:- ایک دفعہ لنگر شریف میں دانہ ختم ہوگیا۔ پراچے نے آکر عرض کی۔ کہ حضور آج لنگر شریف میں دانہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے کیا کہتے ہو۔ روضے شریف کی طرف

اشارہ کر کے فرمایا اس کو جا کر کہو جس کا لنگر ہے میں تو اُس کا خادم ہوں۔ چنانچہ اُسی روز بمبئی سے پندرہ سو روپیہ کا بیمہ آگیا۔ اور لنگر کے کام میں صرف ہوا۔

دیگر:- ایک دفعہ شکھر میں ایسا قحط پڑا کہ گیہوں بہت گراں ہو گئی۔ بیچارے غریبوں کو دو دو تین تین دن کھانا نہیں ملتا تھا۔ مگر ایسے مشکل وقت میں لنگر شریف کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اور آپ نے لانگری کو حکم دے رکھا تھا کہ سارا دن لنگر جاری رکھو۔ جو بھی آئے خالی نہ جائے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی خلقِ خدا سے کتنی ہمدردی تھی ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم فقیر
سارے جہاں کا درد انہی کے جگر میں ہے

روشنی کا انتظام:- آپ نے خانقاہ شریف کی روشنی کے لئے بجلی کا کارخانہ منگوایا اور خانقاہ شریف پر بجلی کی روشنی کا انتظام کیا۔ مسجد میں بھی بجلی کے انڈے لگوائے اور ساتھ ہی بجلی کے پنکھے چلوائے تاکہ گرمی کے موسم میں نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ ایک بجلی کا انڈا روضہ شریف کے کلس پر لگوایا اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ سارے شہر میں روشنی ہوتی ہے دوسرے راہ بھولے مسافروں کی رہنمائی کرتی ہے۔ لنگر شریف کا دانہ پیسنے کیلئے آٹے کی مشین لگوائی۔ اور ساتھ ہی برف کا کارخانہ جاری کر دیا۔ اور عرس شریف کے موقع پر زائرین میں برف مفت تقسیم ہوتی تھی۔ عید میلاد النبیؐ کے موقع پر بھی برف کا کارخانہ چلایا جاتا۔ اور چونکہ آپ عید میلاد النبیؐ کا انتظام نہایت اعلےٰ پیمانے پر فرمایا کرتے۔ اس لئے برف کا ٹھنڈا شربت لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔ انتظام ایسا اچھا ہوتا کہ کوئی خالی نہ جاتا۔

بے اولاد کو دعا کرنا:- میاں نصیر بخش مترو جو کہ ایک رئیس آدمی تھا۔ اُس کی اولاد نرینہ نہیں تھی، وہ اولاد کے لئے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ خدا نے اُس کو فرزند عطا فرمایا۔ چنانچہ اُس نے خانقاہ شریف

کے دروازے پر چاندی چڑھوا دی۔ خانقاہ شریف کے بڑے دروازے پر جو چاندی چڑھی ہوئی ہے یہ بھی آپ کی قبولیت دُعا کی گواہی دے رہی ہے۔

گُنڈے کی چوری:

مذکورہ بالا دروازے کا گُنڈا بھی چاندی کا بنا ہوا تھا چنانچہ ایک نابکار رات کے وقت آیا۔ اور گُنڈے کو توڑ کر لے گیا۔ صُبح کے وقت آپکو گُنڈے کے چوری ہو جانے کی اطلاع دی گئی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ انشاءاللہ گُنڈا واپس آ جائیگا چنانچہ دُوسری رات چور کے پیٹ میں ایسا درد پیدا ہوا کہ لڑکھڑاتا کھاتا پھرتا تھا۔ آخر رات کو آکر خانقاہ شریف کے دروازے پر گُنڈا ڈال گیا اور تب اُس کو درد سے نجات ملی۔ صُبح کو گنڈا دروازے پر پڑا پایا گیا۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ گنڈا مل گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہ ملتا جس کی چیز تھی اُس کو ہم سے زیادہ فکر تھی آخر ڈھونڈ کر لے آیا۔

آگ پر قابو پانا:

ایک دفعہ رات کے وقت رمضان شریف میں محمود خاں ہوتانی کے مکان کو آگ لگ گئی جسمیں بیسیوں اُونٹ خشک گھاس کے رکھے ہوئے تھے آگ فوراً بھڑک اُٹھی اور اُسکے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے ہر چند کوشش کی گئی مگر آگ نہ بُجھی آگ پھیلتی جاتی تھی سارے شہر کو آگ لگ جانیکا ڈر تھا آپکو جب معلوم ہوا تو اُسی وقت کارخانہ چلانے کا حُکم دیا مشین کے نل سے جو کہ کنویں میں لگا ہوا تھا فوارے کیطرح پانی چھوٹ پڑا اور لوگ یہاں سے پانی لے جانے لگے اور آگ پر ڈالنے لگے۔ مگر پھر بھی آگ نہیں بُجھتی تھی۔ آپنے کنکریوں پر کچھ پھونک کر دیا۔ اور فرمایا جاکر آگ میں ڈالدو۔ چنانچہ کنکریاں ڈالتے ہی آگ بُجھ گئی۔

بزرگوں کی تعظیم:

دیوان صاحب پاک پتن شریف کسی وجہ سے آپ پر ناراض ہو گئے تھے آپکی نذر بھی قبول نہیں کرتے تھے اور نہ ہی پاس بیٹھنے دیتے تھے، مگر آپ بھی ہمیشہ نذر پیش کرتے اور قدمبوسی حاصل کرنیکی کوشش کرتے رہے اور وہ بیٹھنے کو ہی اپنا فخر سمجھتے۔ صف اوّلیں تو ہے خاص صف + وہاں پاؤں جائے یہ کہاں شرف

صف آخریں بھی دُور تر + جو اشارہ ہو تو یہیں سہی

اسی حالت میں بیس۲ سال گذر گئے اور دونو کے رویئے میں سرمو فرق نہ آیا آخر ایک دن دیوان صاحب نے پاس بلایا۔ نذر بھی قبول کی اور فرمایا کہ میں تم سے راضی ہوا واقعی تم آزمائش میں کامیاب نکلے۔

لڑکے کو شفا :- لنگر شریف کا کچھ روپیہ میاں غلام رسول بھٹہ کے پاس تھا آپ نے منشی محمود صاحب کو روپیہ لینے کیلئے بھیجا منشی مذکور سے روایت ہے کہ جب میں اُس کے پاس پہنچا تو اُسدن اُسکے لڑکے کا ختنہ ہوا تھا میں نے روپیہ طلب کیا۔ مگر وہ بے رُخی سے پیش آیا اور روپیہ دینے سے انکار کر دیا میں رات تو اُسکے پاس رہا صبح کو دیکھا تو وہ حیران پریشان پھر رہا ہے میں نے پوچھا کیوں خیر تو ہے اُس نے کہا کوئی خیر نہیں رات میرے لڑکے کی پیشاب گاہ پر ورم آگئی ہے اور درد کیوجہ سے چیخ رہا ہے پیشاب بھی بند ہے یہ قہر سلیمانی ہے اب میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ لنگر شریف کا روپیہ ادا کردونگا چنانچہ اُسی وقت لڑکا شفایاب ہو گیا۔

آپ اپنے جدِ امجد خواجۂ خواجگان حضرت اللہ بخش صاحب رح کے محبوب دلنواز اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد موسیٰ صاحب رح کے مطلوب سراپا ناز تھے ۱۳۲۳ھ سے بحکم وصیت پیر دستگیر پیرانِ چشت کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر رشد و ہدایت وارشاد اپنے پاک آبا و اجداد کی طرح ادا فرماتے رہے آپکے تین فرزند ہیں خواجہ حافظ غلام سدید الدین صاحب رح۔ خواجہ خان محمد صاحب اور خواجہ محمد یوسف صاحب۔

وصال :- حضور جب قبلہ عالم رح کے عرس مبارک پر تشریف لے گئے تو وہیں تپ اور دست شروع ہو گئے تو آپ دہلی تشریف لے گئے اور بزرگانِ عظام کی زیارت کی۔ وہاں سے واپس آکر بابا فریدؒ کی زیارت کی اور بذریعہ کار راتوں رات تونسہ شریف کو روانہ ہوئے مگر تکلیف کیوجہ سے کبھی استغراق کی حالت میں ہوتے اور کبھی ہوش میں آجاتے تونسہ میں چند دنوں تک اسی طرح تکلیف رہی مگر پھر حالت کمزور ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی کا یہ بدرِ منیر اُفقِ مغرب میں غروب ہوا۔ اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

یہ حادثہ جانگاہ شام کے بعد ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ شب چہار شنبہ کو واقعہ ہوا۔

(رُباعی معینی)

یارب کرمت مرا رفیق رہ باد ۔۔۔ گنج لحدم ترا تجلّی گہ باد
از صدقہ صدق خواجہ حامد برلب ۔۔۔ در خاتمہ لا الٰہ الا اللہ باد

در مدح حضرت خواجہ محمد حامد صاحبؒ

سہی سرو خرامان گلستان سلیمانی ۔۔۔ جناب خواجہ حامد ظہور شان یزدانی
فروغ بدر سیمائیت زہے نور علیٰ نور ۔۔۔ بشکل و صورت زیبا سراپا غوث صمدانی
ظہور عالم امکان بر درز نور تو واللہ ۔۔۔ بدیں شان و بدیں شوکت بارکان سلیمانی
وصلی اللہ علیٰ نور کز وشد نور در عالم ۔۔۔ سراپا نور نور اللہ سراسر شان رحمانی
بحمد اللہ والمنت ترا زیبد ترا شاید ۔۔۔ قبائے دلبری در بر بسر تاج سلیمانی
کلام تو کلام اللہ جمال تو جمال اللہ ۔۔۔ زہے عز و شرف اللہ کہ داری نور ایمانی
بفضل خواجگان خود بزیب خاندان خود ۔۔۔ جمال نور الا اللہ لباس نور عرفانی

مرا تا زیست برقسمت کہ محو نور تو گشتم
مصدق شد غلامیتم بدر جام فیضانی

نشان رحمت یزدان جناب خواجہ حامدؒ ۔۔۔ نہال گلشن عرفان جناب خواجہ حامدؒ
وجوب اندر وجوب خود بتو نازد بتو زیبد ۔۔۔ بہار عالم امکان جناب خواجہ حامدؒ
بتو شان سلیمانی بتو انوار ایمانی ۔۔۔ ہویدا خور ہمہ تابان جناب خواجہ حامدؒ
مثالت در مثال خود عدیم المثل پیدا شد ۔۔۔ بہار رحمت رحمان جناب خواجہ حامدؒ

شہادت مے دہد اندر شہودِ نورِ سیمائیت کہ بدریہ زرخ ایمان جناب خواجہ حامدؒ
تبو صدرِ سلیمانی بصد اعزاز مے نازد کہ زیبا ہمیں شایان جناب خواجہ حامدؒ
شبیہِ تو بحمد اللہ بفخر الاولیاء باللہ ہموں رحمت ہموں فیضان جناب خواجہ حامدؒ
ملائک آستان بوست بصد شورِ تمنائیت ہمہ جن و ہمہ انسان جناب خواجہ حامدؒ
مفخر نسبتِ فقری چہ فخرِ فخرِ دیں خواجہ بتو اے قبلۂ ایمان جناب خواجہ حامدؒ

شدم محوِ جمالِ تو بہر صورت بہر حالت
بشکل و سیرتِ جانان جناب خواجہ حامدؒ

"از معینی"

بر درِ تونسہ رسم تا رخِ جاناں بینم جلوۂ نورِ محمدؐ بہ سلیماں بینم
مہر و لطفِ ہمہ خوباں بحفاظت نرسد زیر ہر غمزہ چناں راحتِ پنہاں بینم
تیغ ابروئے تو گوید لمن الملک الیوم تونسہ را قبلۂ ہر گبر و مسلماں بینم
تا بکوئیت چہ رسد گر اثر گرد رہست صد ہزاراں درِ مقصود بداماں بینم
یا رب ایں باغ برین جلوہ گہ طلعت کیست کہ بہر ذرۂ خاکش سرِ مزداں بینم
ماہِ کامل رخِ یار است و دلِ من شبِ تار در حضورِ ہمہ رحمت ہمہ عصیاں بینم

ناتواں بندہ معینی کہ بکوئے تو رسید
ہمچو موریست کہ در پائے سلیماں بینم

السلام و علیکم دوستو
امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے
یہ کتاب پی ڈی ایف کرنے کا یہی مقصد ہے
کہ تمام دوست اسے پڑھ کر فائدہ حاصل کر
سکیں اسے محنت سے پی ڈی ایف کی گئ
لہذا آپ اپنے دوستوں کو شئر کرتے رہیں

جذاک اللہ

خلیفہ مدنی تونسوی
تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان
03321717717